Research Journal MA'ARIF-E AULIYA

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 27, 2025

The Influence of Prophetic Ijtihād on the Ijtihād of the Companions (RA): A Research-Based Study

اجتہادِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اجتہاداتِ نبوی کے اثرات ایک تحقیقی مطالعہ

Hafiz Muhammad Ahmad Quadri
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore
Email: su94-phisw-f24-010@superior.edu.pk

Sajjad Hussain
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore
Email: su94-phisw-f24-012@superior.edu.pk

Abstract

This article sheds light on the meaning of "ijtihad", its prophetic basis and its practical expression among the companions. After explaining the literal and terminological definition of ijtihad, its basic components and objectives, it is made clear that the Messenger of Allah (ﷺ) exercised ijtihad in matters where there was no explicit text despite the direct guidance of revelation. His ijtihads were always subject to the confirmation or correction of revelation and thus he laid the foundation for a consistent methodology for the ummah.

This is followed by a description of the ijtihad decisions of the companions (ﷺ) which they made in the light of the insight they gained from the direct training of the prophet. In their ijtihads, adherence to the Quran and Sunnah, consideration of the public interest, shura practice and religious zeal are prominent. The decisions of Hazrat Umar (RA), Hazrat Ali (RA), and Hazrat Abdullah bin Masood (RA) and other great companions are evidence that their Ijtihad was not just a personal opinion but a continuation of the Prophetic path which included flexibility, wisdom and a deep awareness of the collective good of the Ummah.

Furthermore, the last part of the article discusses the importance and necessity of Ijtihad in the context of the present era. In order to solve today's complex

intellectual, social and legal problems, it is necessary to promote serious and purposeful Ijtihad in the light of the Quran and Sunnah and the path of the righteous predecessors. Thus, Ijtihad is not only a means of developing Islamic law but also guarantees the intellectual and cultural survival of the Muslim Ummah and the preservation of Islamic identity.

Keywords: Ijtihad, Messenger Of Allah (ﷺ) Companions (RA), Quran And Sunnah, Islamic Jurisprudence, Shuraism, Public Interest, Prophetic Path, Islamic Law, Issues Of The Present Era

مقدمہ:

تعارف:

اسلام ایک ہمہ گیر، کامل اور فطرت کے عین مطابق دین ہے، جو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے رشد وہدایت کا ذریعہ ہے۔اس دین کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق اصول وضوابط موجود ہیں اور جب کسی نئے مسئلے یا چیلنج کا سامنا ہو، تو اجتہاد کے ذریعے شریعت کے بنیادی اصولوں سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں جہاں براہِ راست وحی کی روشنی میں فیصلے فرمائے، وہیں بعض مواقع پر صحابہ کرامؓ کو رائے دینے، غور وفکر کرنے اور قیاسی اصولوں کے ذریعے مسائل کا حل تلاش کرنے کی بھی تربیت دی۔یہ طرزِ تربیت بذاتِ خود اجتہاد کی بنیاد فراہم کرتا ہے، جس کی روشن مثالیں خلفائے راشدینؓ اور دیگر ممتاز صحابہ کرامؓ کی عملی زندگی میں نظر آتی ہیں۔

اجتہاد، درحقیقت، ایسا علمی وفکری عمل ہے جس میں شرعی دلائل سے کسی مسئلے کا حل نکالا جاتا ہے۔اس عمل میں عقل، فہمِ دین، نصوصِ شرعیہ کی جامع بصیرت، اور مصلحتِ عامہ کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چونکہ وحی کا نزول ہوتا تھا، اس لیے براہِ راست ہدایت میسر آجاتی تھی، مگر ساتھ ہی آپ ﷺ نے اجتہادی اصولوں کی بنیاد بھی رکھ دی، تاکہ آپ کے بعد پیدا ہونے والے مسائل میں اہلِ علم اجتہاد سے کام لے کرامت کی رہنمائی کرسکیں۔نبی کریم ﷺ کے اجتہادات نے نہ صرف شریعت کا دائرہ وسیع کیا بلکہ صحابہ کرامؓ کو بھی اجتہادی ذوق عطا کیا۔یہی اجتہادی طرزِ فکر بعد میں فقہی مکاتبِ فکر کی تشکیل میں بنیادی حیثیت اختیار کرگیا۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 27, 2025

اہمیت:

یہ تحقیق صرف تاریخی و فکری پہلو پر مبنی نہیں، بلکہ اس کی عملی اہمیت بھی ہے، کیونکہ عصرِ حاضر میں جہاں نت نئے مسائل جنم لے رہے ہیں، وہاں سیرتِ نبوی اور اجتہاداتِ صحابہ سے رہنمائی لیتے ہوئے اجتہادی بصیرت کو بروئے کار لانا ناگزیر ہو چکا ہے۔ اس ضمن میں صحابہ کرامؓ کا طرزِ اجتہاد ہمارے لیے عملی نمونہ ہے، جو ہمیں بتاتا ہے کہ بدلتے حالات میں کیسے اصولِ شریعت کی روشنی میں احسن طریقے سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے یہ موضوع نہایت اہم اور امتِ مسلمہ کی موجودہ فکری و عملی ضرورت سے ہم آہنگ ہے۔

مقصد

اس تحقیقی مطالعہ کا مقصد یہ جاننا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے اجتہادات کا صحابہ کرامؓ کے اجتہادی رجحان پر کیا اثر ہوا؟ صحابہ نے کن اصولوں کے تحت اپنے دور کے نئے مسائل میں اجتہاد کیا؟ اور یہ اجتہادات کن بنیادوں پر نبی کریم ﷺ کی سنت سے جڑے ہوئے تھے؟ اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ خلفائے راشدین، بالخصوص حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور دیگر جلیل القدر صحابہ نے کس طرح حالات، عرف اور مصلحت کی بنیاد پر اجتہاد کرتے ہوئے شریعت کے نفاذ کو یقینی بنایا۔

اجتہاد کی لغوی تعریف

اجتہاد عربی زبان کا مصدر ہے جو مادہ "ج۔ھ۔د" سے مشتق ہے۔ لغوی طور پر اس کا مطلب ہے "کسی کام میں پوری کوشش اور طاقت صرف کرنا، انتہائی محنت کرنا یا کسی امر کے حصول کے لیے حد درجہ جدوجہد کرنا۔" عربی لغت میں اس کے معنی "بذل المجهود" یعنی "ساری طاقت صرف کرنا" کے آتے ہیں۔

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

الاجتهاد هو تحمل المشقة وبذل الوسع فی طلب الامر

یعنی: اجتہاد کا مطلب ہے مشقت اٹھانا اور کسی امر کے حصول کے لیے پوری توانائی صرف کرنا۔[1]

[1]. **الراغب الاصفہانی** ۔ *المفردات فی غریب القرآن* ۔ تحقیق: صفوان عدنان داؤدی۔ دمشق: دار القلم، 2009.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 27, 2025

اجتہاد کی اصطلاحی تعریف

فقہی اصطلاح میں اجتہاد کا مطلب ہے:

"ایسی علمی کوشش اور فکری محنت جس کے ذریعے کسی شرعی مسئلہ کا حکم قرآن وسنت، اجماع اور قیاس کی روشنی میں اخذ کیا جائے، جب کہ اس مسئلے کے متعلق صریح نص موجود نہ ہو۔"

امام شاطبیؒ اجتہاد کی تعریف یوں کرتے ہیں:

’’استخراج الأحكام الشرعية من أدلتها التفصيلية على قدر الاستطاعة۔‘‘

یعنی: اجتہاد سے مراد ہے شرعی دلائلِ تفصیلی سے احکام اخذ کرنے کی حتی المقدور کوشش۔[2]

امام غزالیؒ نے یوں بیان کیا:

"الاجتهاد هو بذل المجهود فی نیل حکم شرعی ظنی بطریق النظر۔‘‘

یعنی: اجتہاد وہ محنت ہے جو کسی ظنی شرعی حکم کے حصول کے لیے نظر و فکر کے ذریعے کی جائے۔[3]

اجتہاد کے بنیادی عناصر

علم و فہم: اجتہاد کرنے والا (مجتہد) قرآن وسنت، اجماع، قیاس اور عربی زبان کے علوم میں ماہر ہو۔

نصوص کی عدم موجودگی: اجتہاد وہاں ہوتا ہے جہاں کوئی قطعی نص (واضح و غیر قابل تاویل حکم) نہ ہو۔

شرعی اصولوں کی پابندی: اجتہاد مکمل طور پر شریعت کے اصول و ضوابط کے تحت کیا جاتا ہے۔

فقہی مہارت: مجتہد کو فقہ و اصولِ فقہ پر عبور ہونا چاہیے۔

---

[2]. **الشاطبی، ابراهیم بن موسی**. *الموافقات في أصول الشريعة*. تحقيق: عبد الله دراز. ج4، ص269. بیروت: دار المعرفة، 2004.

[3]. **الغزالي، محمد بن محمد**. *المستصفى من علم الأصول*. ج2، ص356. بیروت: دار الكتب العلمية، 1993.

اجتہاد کا مقصد

اجتہاد کا اصل مقصد زمان و مکان کی تبدیلی کے ساتھ پیدا ہونے والے نئے مسائل کا شرعی حل تلاش کرنا ہے تاکہ امت مسلمہ قرآن و سنت کی روشنی میں زندگی کے ہر پہلو میں راہنمائی حاصل کر سکے۔

اجتہادِ نبوی ﷺ: مفہوم

رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ میں اجتہاد کا مفہوم اور دائرہ کار ایک اہم علمی و فقہی موضوع ہے، جو امت کے فقہی و قانونی نظام کی بنیادوں میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ اجتہادِ نبوی سے مراد وہ عقلی اور عملی کوشش ہے جو نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے علاوہ، حالات و واقعات کے مطابق شریعت کے اصولوں کی روشنی میں کسی حکم کو دریافت کرنے یا کسی مسئلے کے حل کے لیے کی۔ اگرچہ نبی کریم ﷺ کو وحی کے ذریعے براہِ راست ہدایت حاصل ہوتی تھی، تاہم کئی مواقع پر آپ ﷺ نے بطور نبی اور بطور حاکم، اجتہادی فیصلے بھی فرمائے۔

اجتہادِ نبوی ﷺ کا دائرہ کار

نبی اکرم ﷺ کا اجتہاد کئی پہلوؤں پر محیط تھا، جیسے:

سیاسی و انتظامی امور: مثال کے طور پر، بدر کے قیدیوں کے بارے میں مشورہ، اور صلح حدیبیہ کے موقع پر حکمت عملی۔

عدالتی و قانونی فیصلے: بعض جھگڑوں اور مقدمات میں جب وحی نازل نہ ہوئی تو آپ ﷺ نے شہادتوں اور قرائن کی بنیاد پر فیصلے فرمائے۔

معاشرتی مسائل: جیسے طلاق، نکاح، اور وراثت کے بعض مسائل میں اجتہاد۔

جنگی حکمت عملی: غزوات میں، جیسے کہ جنگِ خندق میں خندق کھودنے کا مشورہ، یا بدر میں لشکر کی ترتیب۔

نئی پیدا شدہ صورت حال کا شرعی حل: جیسے زکاۃ کے نصاب، قضاء کے اصول، یا مالِ غنیمت کی تقسیم۔

یہ تمام مثالیں اس بات کی شہادت ہیں کہ نبی ﷺ نے بطور نبی و قانون ساز اجتہاد فرمایا، مگر یہ اجتہاد اللہ تعالیٰ کی تائید و اصلاح کے تابع تھا۔ اگر کبھی نبی ﷺ کے اجتہادی فیصلے میں حکمتِ الٰہی کے مطابق کوئی تبدیلی درکار ہوتی، تو فوراً وحی کے ذریعے اصلاح فرما دی جاتی، جیسے غزوہ بدر کے قیدیوں کے مسئلے میں سورہ الانفال کی آیات

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 27, 2025

اجتہادِ نبوی ﷺ

رسول اکرم ﷺ کا اجتہاد آپ کی نبوی ذمہ داریوں کا ایک اہم پہلو ہے۔ اگرچہ آپ ﷺ وحی کے ذریعے ہدایت یافتہ تھے، مگر ایسے کئی مواقع آئے جہاں شریعت کے کسی حکم کے بارے میں وحی نازل نہیں ہوئی تھی، یا فوری طور پر نازل نہیں ہوئی تھی، اور ایسے وقت میں نبی کریم ﷺ نے اجتہاد فرمایا۔ آپ کا یہ اجتہاد وحی کی نگرانی میں ہوتا تھا، اور اگر کسی اجتہادی معاملے میں اصلاح کی ضرورت ہوتی تو وحی اسے درست کرتی، جیسا کہ بعض واقعات سے ثابت ہے۔ اس لحاظ سے اجتہادِ نبوی ﷺ نہ صرف دین میں اجتہاد کی بنیاد فراہم کرتا ہے بلکہ اس کے لیے اصول وضوابط بھی مہیا کرتا ہے۔

اجتہادِ نبوی ﷺ کے بنیادی اصول:

1۔ وحی کی پیروی اور اس سے مطابقت:

اجتہادِ نبوی کا پہلا اور سب سے بڑا اصول یہ تھا کہ وہ کبھی بھی وحی صریح کے خلاف نہیں ہوتا تھا۔ اگر کسی مسئلہ میں قرآن وسنت کا واضح حکم موجود ہوتا تو نبی کریم ﷺ اس کے مطابق عمل فرماتے۔ اجتہاد صرف ان امور میں ہوتا جہاں وحی خاموش ہوتی۔

2۔ عقل وفہم کی رہنمائی:

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فطری حکمت اور گہری بصیرت عطا ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ کا اجتہاد عقل وفہم اور زمینی حقائق کی روشنی میں ہوتا، جیسا کہ جنگی تدابیر، سفارتی حکمت عملی اور اجتماعی امور میں نظر آتا ہے۔

3۔ مصالحِ امت کی رعایت:

نبی کریم ﷺ کا اجتہاد ہمیشہ امت کی بھلائی اور عمومی مصلحت کو مدنظر رکھ کر ہوتا۔ کسی بھی فیصلے میں اگر دو راستے ہوتے تو آپ آسان اور مفید راستہ اختیار فرماتے، بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔

4۔ تدریج اور تعلیم کا لحاظ:

شریعت کے کئی احکام تدریجاً نازل ہوئے، اور آپ ﷺ نے بھی احکام کی تعلیم میں تدریج اور نرمی کو ملحوظ رکھا۔ اجتہاد میں بھی اسی اصول کو اپنایا جاتا تا کہ لوگ آسانی سے دین کو اپنا سکیں۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 27, 2025

5۔ شوریٰ اور مشاورت:

بعض اجتہادی فیصلے نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ لے کر کیے، خصوصاً جنگی مواقع پر، جیسے بدر، احد اور خندق کے مواقع پر۔ اس سے یہ اصول اخذ ہوتا ہے کہ اجتہاد میں شوریٰ اور ماہرین کی رائے اہم ہے۔

6۔ عرف اور عادات کا لحاظ:

نبی کریم ﷺ نے مقامی عرف کو بھی مد نظر رکھا جب تک وہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔ یہ اصول بعد میں صحابہ اور فقہا کے اجتہاد میں بھی مستعمل رہا۔

صحابہ کرامؓ کا اجتہاد:

اسلامی فقہ اور قانون سازی میں اجتہاد ایک نہایت اہم ذریعہ ہے، جس کے ذریعے شریعت کے اصولوں کی روشنی میں نئے پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد، شریعت کی روشنی میں جدید مسائل کے حل اور امت کی راہنمائی کی ضرورت بڑھ گئی، جسے پورا کرنے میں صحابہ کرامؓ کا اجتہادی کردار نہایت کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

اجتہادِ صحابہ کا تعارف:

صحابہ کرامؓ وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے براہِ راست نبی کریم ﷺ کی صحبت اختیار کی، ان کے اقوال، افعال، اور تعاملات کا مشاہدہ کیا اور سیرتِ نبوی سے براہِ راست رہنمائی حاصل کی۔ ان کی علمی تربیت نبی کریم ﷺ کے زیرِ سایہ ہوئی، جس کی بنیاد پر وہ نہ صرف دینی علوم میں مہارت رکھتے تھے بلکہ شریعت کے اصولوں کو سمجھنے اور نئے مسائل پر غور و فکر کر کے اجتہاد کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے تھے۔

اجتہادِ صحابہ کی اہمیت

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد، وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا، اور اس کے بعد پیدا ہونے والے مسائل میں شریعت کی روشنی میں رائے قائم کرنا ایک دینی ضرورت بن گیا۔ اس وقت صحابہ کرامؓ نے اپنے علم، بصیرت، تقویٰ اور فہمِ قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد کیا۔ ان کے اجتہادات صرف عقلی قیاس پر مبنی نہ تھے، بلکہ قرآن و سنت کے گہرے فہم اور روحِ شریعت کے ادراک پر مبنی ہوتے تھے۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 27, 2025

مثلاً سیدنا عمر بن خطابؓ کا کئی مواقع پر اجتہادی کردار نمایاں رہا، جیسے قحط کے زمانے میں چور کا ہاتھ نہ کاٹنے کا فیصلہ، یا تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کرنے کی بجائے ایک ساتھ تین کہنے پر نافذ کرنے کا حکم۔ اسی طرح حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عائشہؓ اور دیگر جلیل القدر صحابہ نے بھی اجتہاد کیا، جسے بعد کی فقہی تدوین میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

اجتہادِ صحابہ کی دینی و عملی حیثیت

صحابہ کرامؓ کے اجتہادات محض نظری نہیں بلکہ عملی طور پر امت کی راہنمائی کا ذریعہ بنے۔ ان کے فیصلے، معاملات، عبادات، جرائم، سیاست اور معاشرتی امور سے متعلق مسائل پر مبنی ہوتے تھے۔ ان اجتہادات نے امت کے لیے علمی و قانونی بنیاد فراہم کی، جنہیں بعد کے فقہاء نے بنیاد بنا کر اپنے مکاتب فکر قائم کیے۔

اجتہادِ صحابہ کی بنیاد: تربیتِ نبوی کا اثر

اجتہادِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بنیاد نبی کریم ﷺ کی تعلیم و تربیت پر قائم ہے۔ صحابہ کرامؓ اجتہادی امور میں جو بصیرت، فہم اور دینی غیرت و حمیت کے ساتھ فیصلے کرتے تھے، وہ درحقیقت آپ ﷺ کی تربیت یافتہ عقل و قلب کا مظہر ہوتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف ان کے ظاہر کی تربیت فرمائی، بلکہ ان کے باطن کو بھی اس درجہ نکھارا کہ وہ اپنی رائے کو وحی اور مقاصدِ شریعت کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی مہارت حاصل کر گئے۔

1۔ تربیت نبوی سے اجتہادی بصیرت کا اغاز

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو علم کے ساتھ فکر و تدبر کی دعوت دی۔ قرآن مجید کی آیاتِ تدبر (مثلاً: أفلا يتدبرون القرآن اور تعلیماتِ نبوی میں غور و فکر کی ترغیب نے ان کی عقل کو اجتہادی پہلو سے روشن کیا۔[4]

2۔ معاملات میں خود فیصلے کرنے کی اجازت

نبی کریم ﷺ نے بعض مواقع پر صحابہ کو خود فیصلہ کرنے کا موقع دیا، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجتے وقت آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:

"بِمَ تَقْضِي؟"

---

[4]۔ القرآن الکریم ،سورۃ النساء، آیۃ 82.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 27, 2025

انہوں نے جواب دیا: "أَقْضِي بِكِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ لَمْ أَجِدْ فَسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ، فَإِنْ لَمْ أَجِدْ اجْتَهَدْتُ رَأْيِي".

یعنی: "میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا، اگر نہ پایا تو سنت رسول ﷺ سے، اگر وہ بھی نہ ملی تو اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔[5]"

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو اجتہاد کی اجازت ہی نہیں دی بلکہ ان کے اجتہاد کو سراہا اور ان کی تربیت ایسے ہی فکری ماحول میں کی۔

3۔ اجتہاد میں اجتماعی مشاورت کی روایت

نبی اکرم ﷺ نے اجتماعی مشورے کی بنیاد رکھی، جیسے غزوۂ بدر، احد اور خندق میں صحابہؓ سے رائے لینا۔ اس سے صحابہ کو اجتہادی سوچ اور فیصلہ سازی کی عملی تربیت ملی۔

4۔ اجتہاد کی اخلاقی بنیادیں

نبی کریم ﷺ کی تربیت سے صحابہ کے اجتہاد میں اخلاص، عدل، تقویٰ اور امت کی مصلحت کا خیال سب سے پہلے آتا تھا۔ ان کے فیصلے محض منطقی یا قانونی نہیں ہوتے تھے بلکہ اخلاقی اور روحانی اصولوں سے مزین ہوتے۔

5۔ میدانِ عمل میں تربیت

صحابہ کرام اجتہادی مسائل سے صرف علمی سطح پر نہیں بلکہ میدانِ عمل میں بھی دوچار ہوتے تھے، جیسا کہ خلفائے راشدینؓ کے فیصلوں میں نظر آتا ہے۔ یہ تربیت وہ نبی اکرم ﷺ کی معیت اور ہدایات سے حاصل کرتے رہے۔

اجتہادِ نبوی اور اجتہادِ صحابہ میں بنیادی فرق اور ربط

اجتہاد نبوی

رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں پیش آمدہ امور میں فیصلے فرمانا اور ان کے لیے عملی راہنمائی دینا "اجتہادِ نبوی" کہلاتا ہے، جبکہ آپ ﷺ کے بعد پیش آنے والے مسائل میں صحابہ کرامؓ کا قرآن وسنت کی روشنی میں غور وفکر کر کے شرعی حل نکالنا "اجتہادِ صحابہ" کہلاتا ہے۔ ان دونوں اجتہادات میں اگرچہ اصولی ربط موجود ہے، تاہم کچھ بنیادی فرق بھی پائے جاتے ہیں۔

---

[5]۔ أبوداود، سليمان بن الأشعث ۔ سنن أبي داود ۔ حديث 3592. بيروت: دار الفكر۔

وحی کی رہنمائی: نبی کریم ﷺ کا اجتہاد وحی کی نگرانی میں ہوتا تھا۔ اگر کسی اجتہادی فیصلے میں اصلاح کی ضرورت ہوتی تو وحی کے ذریعے اس کی تصحیح کر دی جاتی۔ مثلاً بدر کے قیدیوں کے بارے میں رائے کی اصلاح سورۃ الانفال (8:67) میں کی گئی۔[6]

تشریعی حیثیت: اجتہادِ نبوی کو شریعت کا مستقل ماخذ تسلیم کیا گیا ہے، اس لیے اس کے فیصلے قیامت تک کے لیے حجت ہیں

معصوم عن الخطا ہونا: نبی اکرم ﷺ کے اجتہادات میں خطا کا امکان نہیں تھا، کیونکہ اگر کوئی کمی بیشی واقع ہوتی تو فوراً وحی سے درستگی ہو جاتی۔

اجتہادِ صحابہ:

نبوی تربیت کا اثر: صحابہ کرامؓ نے اجتہاد کی صلاحیت نبی اکرم ﷺ کی صحبت اور تعلیمات سے حاصل کی۔ ان کا فہمِ قرآن و سنت، نبی کریم ﷺ کی سیرت سے براہِ راست اخذ کردہ تھا۔

سنتِ نبوی کا التزام: صحابہ کرامؓ کا اجتہاد مکمل طور پر سنتِ نبوی کے تابع ہوتا تھا۔ اگر انہیں کسی مسئلے میں نبی ﷺ کی کوئی واضح ہدایت مل جاتی تو وہ فوراً اجتہاد روک دیتے۔

اجماعی اصول: صحابہ کرامؓ کے اجتہاد میں امت کے اجتماعی مفاد اور عرف کی رعایت شامل ہوتی تھی، جو نبی کریم ﷺ کی سیرت کی روشنی میں تھا۔

صحابہ کرام کے اجتہاد پر رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا عملی اثر

رسول اللہ ﷺ کی تربیت نے صحابہ کرامؓ کے دلوں اور ذہنوں کو اس درجے پر فائز کر دیا تھا کہ وہ دین کے بنیادی مصادر اور مقاصد کو پوری بصیرت سے سمجھنے لگے تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو نہ صرف قرآن و سنت کا فہم عطا فرمایا، بلکہ ان کی فکری تربیت، استنباطی صلاحیت، اور عملی بصیرت کو بھی جلا بخشی۔ اس تربیت کے عملی اثرات صحابہ کرام کے اجتہادات میں نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

1۔ فکری استقلال اور رہنمائی کا شعور

رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو محض مقلد نہیں بنایا بلکہ انہیں فکری اجتہاد کی جرأت عطا کی۔ جب معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجا تو آپ ﷺ نے ان سے سوال کیا:

[6] **القرآن الکریم** ۔سورۃ الانفال، آیۃ 67.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 27, 2025

"تم کس چیز سے فیصلہ کروگے ؟"

معاذؓ نے عرض کیا: "اللہ کی کتاب سے"

آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر کتاب میں نہ ملے ؟"

عرض کیا: "سنتِ رسول سے"

آپ ﷺ نے پوچھا: "اگر سنت میں بھی نہ پاؤ؟"

معاذؓ نے کہا: "پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔"

آپ ﷺ نے اس جواب پر خوشی کا اظہار فرمایا [7]

یہ حدیث صحابہ کے اجتہاد کی بنیاد اور رسول اللہ ﷺ کی اجتہادی تربیت کی روشن دلیل ہے۔

2۔ میدانِ عمل میں تربیت کا اثر

نبی ﷺ نے مختلف غزوات میں صحابہ کرام کو مشورے اور رائے دینے کی اجازت دے کر ان کی تربیت فرمائی۔ مثال کے طور پر غزوہ بدر میں مقامِ قیام کے انتخاب پر حضرت حباب بن منذرؓ کی رائے کو قبول فرمایا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کو حالات کے مطابق اجتہاد کرنے کی تربیت دی تھی۔

3۔ اجتہاد میں اخلاقی وشرعی احتیاط

صحابہ کرام جب اجتہاد کرتے تو ان کے پیش نظر دین کی حفاظت، شریعت کی روح، اور معاشرتی مصلحت ہوا کرتی تھی۔ یہ سب کچھ نبی کریم ﷺ کی اخلاقی وفکری تربیت کا نتیجہ تھا۔ حضرت عمر بن خطابؓ کا اجتہاد اس کی عمدہ مثال ہے کہ انہوں نے قحط کے دوران چور کے ہاتھ کاٹنے کی حد معطل کی، کیونکہ آپ ﷺ نے حالات و مصلحت کے مطابق فیصلوں کی تربیت دی تھی۔

[7]۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث۔ سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 3592، محی الدین عبد الحمید کی تحقیق سے۔ قاہرہ: المکتبہ السلفیہ۔

4۔ اجتماعی مشاورت کی تربیت

آپ ﷺ نے مشورہ کو سنت بنایا۔ صحابہ کو ہر اہم موقع پر مشورہ دینا سکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے راشدین کے دور میں اجتماعی اجتہاد کی روایت قائم ہوئی، جس میں شوریٰ کے ذریعے فیصلے کیے جاتے۔

اجتہادِ نبوی کے اثرات: حضرت عمر بن خطابؓ کی مثالیں

حضرت عمر بن خطابؓ اسلام کے ان عظیم المرتبہ صحابیوں میں سے ہیں جنہوں نے نہ صرف نبی کریم ﷺ کی براہِ راست تربیت پائی بلکہ ان کے اجتہادی اصولوں کو اپنی زندگی اور حکمرانی میں بھی عملی جامہ پہنایا۔ آپؓ کا اجتہاد در حقیقت سیرتِ نبوی کا مظہر تھا۔ نبی کریم ﷺ کے اجتہادی طریقوں سے براہِ راست اثر لے کر حضرت عمرؓ نے بہت سے نازک مسائل میں اجتہاد فرمایا، جن کا دائرہ عدلیہ، مالیات، معاشرت، اور حکومتی امور تک پھیلا ہوا تھا۔

1۔ اسیرانِ بدر کے معاملے میں رائے

غزوہ بدر کے قیدیوں کے متعلق نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حضرت ابو بکرؓ نے فدیہ لے کر آزاد کرنے کی رائے دی جبکہ حضرت عمرؓ نے قتل کرنے کی رائے دی تاکہ دشمن کی طاقت کمزور ہو۔ نبی ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کی رائے کو اپنایا، لیکن بعد میں قرآن مجید نے حضرت عمرؓ کی رائے کی تائید کی:

"مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ"...

ترجمہ: "کسی نبی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ زمین میں غالب ہو جانے سے پہلے قیدی بنائے۔[8]"

یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا اجتہاد کس قدر بصیرت انگیز اور نبوی اصولوں کے قریب تھا۔

اجتہادِ نبوی کے اثرات: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مثالیں

اجتہادِ نبوی ﷺ کے اثرات: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مثالیں

[8]۔ القرآن مجید، سورۃ الانفال: 67

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 27, 2025

رسول اللہ ﷺ کے اجتہادات نہ صرف امت کے لیے شرعی رہنمائی کا معیار ہیں بلکہ ان کا اثر تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ کے اجتہادات میں بھی واضح طور پر نظر آتا ہے۔ ان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مثالیں نہایت نمایاں ہیں، جن کے اجتہادی فیصلے نہ صرف فقہی بصیرت پر مبنی تھے بلکہ نبوی تربیت کے آئینہ دار بھی تھے۔

1۔ حضرت علیؓ کا فہمِ شریعت اور اجتہادی مزاج

حضرت علیؓ کو رسول اللہ ﷺ نے علم و حکمت کا خزانہ قرار دیا۔ جیسا کہ معروف حدیث میں ہے:

أنا مدينة العلم وعلي بابها "میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔[9]"

یہی علمی مقام ان کے اجتہادی فیصلوں میں جھلکتا ہے۔ آپ نے نہ صرف دورِ خلافت بلکہ خلفاءِ راشدین کے دور میں بھی کئی اجتہادی آراء دی۔

2۔ اجتہادی بصیرت: قاضی کے منصب پر رہنمائی

خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت علیؓ کو کئی بار قضا کے اہم معاملات میں شریک کیا۔ ایک موقع پر حضرت علیؓ نے فرمایا:

" لَوْ وُلِّيتُ لَقَضَيْتُ بَيْنَ النَّاسِ بِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ، فَإِنْ لَمْ أَجِدْ، اجْتَهَدْتُ بِرَأْيِي[10]".

"اگر مجھے قضاء سونپی جائے تو میں کتاب اللہ اور سنتِ نبی کے مطابق فیصلہ کروں گا، اگر اس میں نہ پایا تو اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔"

یہی طرزِ فکر نبی کریم ﷺ کے اس اسلوب کا پرتو ہے، جس میں آپ نے معاذ بن جبلؓ کو یمن روانہ کرتے وقت فرمایا:

"بِمَ تَقْضِي؟"

معاذؓ نے عرض کیا: "بِكِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ لَمْ أَجِدْ، فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ، فَإِنْ لَمْ أَجِدْ، اجْتَهَدْتُ رَأْيِي[11]".

3۔ زنا کے مقدمہ میں اجتہاد: نبوی اسلوب کا تسلسل

ایک موقع پر زنا کے مقدمہ میں حضرت علیؓ نے حاملہ عورت کو رجم کرنے کا حکم مؤخر کر دیا اور فرمایا:

---

[9]۔ جامع ترمذی، محمد بن عیسیٰ، حدیث نمبر 3723، تحقیق: احمد محمد شاکر، دار الفکر، بیروت

[10]۔ ابن قتیبہ۔ تاویل مختلف الحدیث۔ ترتیب و تحقیق: محمد محی الدین عبد الحمید۔ قاہرہ: المطبعۃ السلفیہ، 1950۔

[11]۔ ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث۔ سنن ابی داود۔ ترتیب و تحقیق: محمد محی الدین عبد الحمید۔ بیروت: دار الفکر، تاریخ اشاعت ندارد، حدیث نمبر: 3592۔

"نبی کریم ﷺ نے بھی حاملہ عورت کو وضع حمل تک مہلت دی تھی، پھر رضاعت کا وقت دیا تھا۔[12]"

یہ فیصلہ براہِ راست سنتِ نبوی پر عمل اور اجتہادی تدبر کی مثال ہے۔

4۔ مصالحتی فیصلے: نبوی مصلحت کا عکس

حضرت علیؓ نے خوارج کے مسئلہ پر جو موقف اختیار کیا وہ اجتہاد اور فہمِ مصلحت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ آپ نے قتال سے پہلے نصیحت، وعظ اور دعوت کو ترجیح دی، جو نبی کریم ﷺ کے اسوہ پر مبنی طریقہ تھا۔

5۔ وراثت و نکاح کے معاملات میں فقہی اجتہاد

حضرت علیؓ نے یتیم لڑکی کی شادی کے معاملے میں فرمایا:

"لا تُنكَح اليتيمَةُ حتى تُستأمر[13]".

یہ اجتہادی رائے بھی سنتِ نبوی کے مطابق عورت کی رضامندی کی شرط پر مبنی تھی۔

اجتہادِ نبوی کے اثرات: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مثالیں

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ان جلیل القدر صحابہ میں سے تھے جو علم و اجتہاد، فہمِ دین، اور فقہی بصیرت میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ آپؓ کو نبی کریم ﷺ کے قریبی ساتھیوں میں شمار کیا جاتا ہے اور آپؓ کی اجتہادی آراء کو فقہاء نے بعد میں بطور دلیل استعمال کیا۔ ان کی اجتہادی روش دراصل تربیتِ نبوی کا مظہر ہے، جس نے ان کی فکر اور فہم کو ایک خاص وسعت اور گہرائی عطا کی۔

1۔ نماز میں سورۃ الفاتحہ کے بعد آمین بالجہر

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کوفہ میں لوگوں کو تعلیم دی کہ سورۃ الفاتحہ کے بعد آمین کو خاموشی سے پڑھا جائے، جب کہ بعض صحابہ جہری طور پر پڑھنے کے قائل تھے۔ ان کی رائے کا پس منظر نبی کریم ﷺ سے ان کے قریبی تعلق اور عبادات میں براہِ راست مشاہدہ تھا، جسے انہوں نے اجتہادی طور پر اختیار کیا۔

---

[12]۔ مسلم بن الحجاج القشیری۔ صحیح مسلم۔ ترتیب و تحقیق: محمد فؤاد عبدالباقی۔ قاہرہ: داراحیاء الکتب العربیہ، تاریخ اشاعت ندارد، حدیث نمبر: 1695۔

[13]۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، مرتب: کمال یوسف الحوت (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1989ء)، حدیث: 16030۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 27, 2025

2۔ طلاق ثلاثہ کا مسئلہ

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص تین طلاقیں ایک وقت میں دیتا تو آپؐ اسے ایک ہی شمار کرتے۔ یہ موقف اس اجتہادی بصیرت کا نتیجہ تھا جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے حاصل کی۔ تاہم، بعد میں خلیفہ عمرؓ نے تعزیری طور پر اسے تین شمار کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجتہاد کی بنیاد قرآن، سنت، اور حالات کی فہم پر ہوتی ہے۔

3۔ وراثت کا مسئلہ (عول)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بعض وراثتی معاملات میں اجتہاد کیا، جیسے عول کے مسئلے میں، جہاں ورثاء کے حصے اصل مال سے زیادہ ہو جائیں۔ ان کی رائے کو بعد میں امام ابو حنیفہؒ نے بنیاد بنایا، اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اجتہاد کی یہ روایت نبی کریم ﷺ کے سکھائے ہوئے اصولوں سے جڑی ہوئی تھی۔

4۔ قیاس اور رائے کا استعمال

ابن مسعودؓ نے فرمایا:

"ما رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِندَ اللَّهِ حَسَنٌ[14]"

یعنی: جو چیز مسلمانوں کے نزدیک اچھی ہو، وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ اس سے ان کے اجتہادی اصول کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ امت کے اجتماعی فہم کو بھی ایک شرعی دلیل کی حیثیت دیتے تھے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں مشورے اور فہم کو اہمیت دی جاتی تھی۔

اجتہادِ نبوی کے اثرات اور امت کے لیے وحدت کا پیغام

اسلام ایک ہمہ گیر، ابدی اور فطری دین ہے جس نے انسان کو نہ صرف عبادات و معاملات میں رہنمائی دی ہے بلکہ فکری و اجتماعی مسائل میں بھی اجتہاد جیسے اصول کے ذریعے امت کو ہر دور میں قابلِ عمل رہنمائی فراہم کی ہے۔ اجتہادِ نبوی ﷺ درحقیقت وہ عملی اور فکری بنیاد ہے جس پر صحابہ کرامؓ کا اجتہاد اور بعد ازاں امت کے مجتہدین کی کاوشیں استوار ہوئیں۔ اس اجتہاد کا سب سے بڑا اثر یہ تھا کہ اس نے امت کو فکری جمود سے نکال کر اجتہادی بصیرت عطا کی اور اختلاف کے باوجود وحدتِ ملت کا اعلیٰ ترین نمونہ قائم کیا۔

[14] احمد بن حنبل، *مسند احمد بن حنبل*، مرتب: شعیب الارنووط وغیرہ (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 1995ء)، حدیث: 3600۔

1۔اجتہادِ نبوی ﷺ: وحدت کا ماخذ

رسول اللہ ﷺ کا اجتہاد اسلامی معاشرے کی تشکیل میں بنیادی ستون رہا۔ آپ ﷺ نے اجتہاد کے ذریعہ مسائل کا ایسا حل فراہم فرمایا جو قرآن وسنت کی روح کے مطابق اور حالات کے تقاضوں سے ہم آہنگ تھا۔ مثلاً غزوۂ بدر، حدیبیہ کا معاہدہ اور قبیلہ بنی قریظہ کے معاملے میں مختلف عملی اجتہادات سامنے آتے ہیں جن سے امت کو فکری وسعت ملی۔

2۔ صحابہ کرام کا اجتہاد اور وحدت کا تسلسل

صحابہ کرام نے اجتہادِ نبوی ﷺ کی روشنی میں نہ صرف فروعی مسائل پر غور کیا بلکہ ایک دوسرے کے اختلافات کو وسیع قلبی اور اخوت کے جذبے کے ساتھ قبول کیا۔ ان کے مابین اختلافات موجود تھے مگر ان اختلافات نے کبھی فرقہ واریت یا دشمنی کو جنم نہ دیا۔ یہ نبویؐ تربیت ہی کا اثر تھا کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ جیسی شخصیات کے فتاویٰ مختلف ہونے کے باوجود امت کے لیے وحدت کا نمونہ رہے۔

3۔ اختلاف رحمت اور فکری تنوع کا باعث

اجتہادی اختلاف کو اگر نبوی اسلوب کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ امت کے لیے نعمت ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا:

اختلاف أمتي رحمة "میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔"[15]

یہ حدیث اجتہاد کے دائرے میں اختلاف کو باعثِ رحمت اور فکری تنوع کا مظہر قرار دیتی ہے۔ یہ تنوع نہ صرف امت کو ترقی کی راہ دکھاتا ہے بلکہ ہر دور میں نئے مسائل کے حل کے لیے دروازہ کھولتا ہے۔

4۔ اجتہاد: تفرقے کی بجائے تطبیق کا ذریعہ

اجتہادِ نبوی کے اثرات سے صحابہ نے یہ سیکھا کہ اختلاف رائے کے باوجود مشترکہ مقاصد اور دینی اصولوں پر اتحاد ضروری ہے۔ انہوں نے اجتہادی مسائل کو اصول دین سے کبھی خلط ملط نہیں کیا۔ یہی سبب ہے کہ ان کے درمیان کبھی بنیادی عقائد یا دین کی اساس پر جھگڑا نہ ہوا۔

---

[15] جلال الدین سیوطی، *الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر* (قاہرہ: دار الکتب العلمیہ، تاریخ اشاعت ندارد)، 1:66، حدیث: 456۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 27, 2025

5۔ عصرِ حاضر میں اجتہادِ نبوی سبق

آج امت مسلمہ شدید فکری انتشار، فرقہ واریت اور انتہا پسندی کا شکار ہے۔ اس کی بڑی وجہ اجتہادی تنوع کو تنازع کا ذریعہ بنانا ہے۔ اجتہادِ نبوی کے اثرات ہمیں سکھاتے ہیں کہ وحدت، توسع، رواداری اور مقصدِ شریعت کی پاسداری ہی اصل اصول ہیں۔ اس تناظر میں ہمیں دوبارہ اسی نبوی طرزِ اجتہاد کو بنیاد بنا کر امت کے فکری اور عملی اتحاد کو فروغ دینا ہوگا۔

عصرِ حاضر میں اجتہادِ صحابہ اور سنتِ نبوی کا امت پر اطلاق

عصرِ حاضر میں امتِ مسلمہ کو فکری، نظریاتی، سماجی، اخلاقی اور فقہی چیلنجز کا سامنا ہے جن کا حل نہ صرف علمی بصیرت سے ممکن ہے بلکہ اجتہادی روح کو زندہ کرنے سے بھی وابستہ ہے۔ اس ضمن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتہادات اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی رہنمائی ایک روشن مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔

1۔ اجتہادِ صحابہ کی موجودہ دور میں اہمیت

صحابہ کرامؓ کا اجتہاد زمانۂ نبوی کے براہِ راست فیض یافتہ تھا۔ انہوں نے اپنی فہم، تدبر، اور نبوی تربیت کی بنیاد پر ایسے اصولی فیصلے کیے جن سے شریعت کے مقاصد کو حاصل کرنے میں مدد ملی۔ ان کے اجتہادات نہ صرف وقت کے تقاضوں کا حل تھے بلکہ امت کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بھی بنے۔ آج جب امت جدید مسائل سے دوچار ہے تو ان کے طریقۂ اجتہاد سے رہنمائی لے کر ہم بھی نئے مسائل کا شرعی حل تلاش کر سکتے ہیں۔

2۔ سنتِ نبوی کا اجتہادی پہلو

رسول اللہ ﷺ نے اجتہاد کی اجازت اور تربیت خود صحابہ کرامؓ کو دی، اور اپنی حیاتِ طیبہ میں متعدد مواقع پر صحابہ کے اجتہادات کو سراہا۔ خود آپ ﷺ کے اجتہادات کی نوعیت وحی کی رہنمائی میں ہوتی تھی، لیکن جہاں نص موجود نہ ہوتی، وہاں آپ ﷺ نے اجتہاد فرما کر امت کو سکھایا کہ عقل، فہمِ دین، اور مقاصدِ شریعت کو کیسے بروئے کار لایا جائے۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 27, 2025

3۔ موجودہ مسائل کا حل اجتہاد کی روشنی میں

عصرِ جدید میں سائنسی ایجادات، معاشی نظام، بین الاقوامی قوانین، طب، سیاست، اور میڈیا جیسے شعبہ جات میں ایسے مسائل پیدا ہو چکے ہیں جن کا صراحتاً ذکر قرآن و سنت میں موجود نہیں۔ ان کے لیے اجتہادِ صحابہ کے اصولوں کو اپنانا، اور سنتِ نبوی کے اسالیب کو استعمال کرنا، وقت کی اہم ضرورت ہے۔ جیسے حضرت عمرؓ نے بیت المال کے نظام، خراج اور دیوان کے قیام، اور غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کے نئے اصول متعین کیے، اسی طرح آج بھی اہلِ علم اور مجتہدین کو صحابہ کی روشنی میں جدید فقہی بصیرت پیدا کرنی چاہیے۔

4۔ امتِ مسلمہ میں وحدت و اعتدال کا قیام

اجتہادِ صحابہ اور سنتِ نبوی دونوں کا مقصد امت میں تفرقہ پیدا کرنا نہیں بلکہ وحدت، اعتدال اور توازن کو فروغ دینا تھا۔ آج امت کو فرقہ واریت، شدت پسندی، اور مذہبی تعصب سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اجتہادی فکر کو زندہ کریں، سنتِ نبوی کو صرف رسم کے طور پر نہیں بلکہ عملی ضابطۂ حیات کے طور پر اپنائیں۔

5۔ عملی اطلاق کی صورتیں

جدید مالیاتی نظام کے متعلق فقہی آراء کی تشکیل
خواتین کے حقوق پر جدید اور شرعی نقطۂ نظر
اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں اجتہادی پالیسی
تعلیمی اور ثقافتی پالیسیوں میں سنت و اجتہاد کا توازن
بین الاقوامی تعلقات میں سیرتِ طیبہ کی سفارتی حکمتیں

نتائج:

اجتہادِ نبوی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے اجتہادات کا مطالعہ اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ اسلامی فقہ و قانون کا بنیادی ڈھانچہ محض ایک جامد مجموعہ نہیں بلکہ ایک زندہ، متحرک اور اجتہادی نظام ہے، جس کی بنیاد وحی، عقل، فہمِ نبوی، اور تربیتِ نبوی پر رکھی گئی ہے۔

1۔اجتہادِ نبوی ﷺ کی بنیاد وحی پر ہے:

نبی اکرم ﷺ کا اجتہاد وحی کے تابع رہا۔ جب وحی نازل نہ ہوتی تو آپ ﷺ اپنی عقلِ سلیم، فہمِ دین اور اصولی بصیرت سے فیصلے فرماتے۔ اگر بعد میں وحی آتی تو اس کی روشنی میں سابقہ رائے کی تصحیح یا توثیق فرمادی جاتی۔

2۔اجتہاد کی تربیت صحابہ کرامؓ کو دی گئی:

صحابہ کرامؓ کو آپ ﷺ نے نہ صرف اجتہاد کی اجازت دی بلکہ موقع و محل کے لحاظ سے رہنمائی بھی فرمائی۔ تربیتِ نبوی نے ان کے ذہنوں کو اصولی بصیرت، دلیل پسندی، اور عدل و تقویٰ سے مزین کیا۔

3۔اجتہادِ صحابہ اجتہادِ نبوی ﷺ کا تسلسل تھا:

صحابہ کرامؓ نے اجتہاد میں نبی کریم ﷺ کے اسلوب و مزاج کو پیشِ نظر رکھا۔ وہ اگرچہ نبی ﷺ کی طرح معصوم نہیں تھے، مگر ان کی اجتہادی کاوشیں سنتِ نبوی کے تابع اور اس سے ہم آہنگ تھیں۔

4۔حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کے اجتہادات اجتہادِ نبوی کے عملی مظاہر تھے:

ان کی فقہی آراء، فتاویٰ اور اجتماعی فیصلے نبی کریم ﷺ کی تربیت کا نتیجہ تھے۔ انہوں نے ہمیشہ اصولِ شریعت، مقاصدِ شریعت، اور امت کی فلاح کو مد نظر رکھا۔

5۔اجتہاد کا مقصد وحدتِ امت کا قیام تھا، تفرقہ نہیں:

اختلافِ رائے کے باوجود صحابہ کرامؓ نے ایک دوسرے کے اجتہاد کا احترام کیا۔ ان کے اندر وسعتِ ظرف، سمع و طاعت، اور اصل مقصد یعنی امت کی رہنمائی کا جذبہ غالب تھا۔

6۔عصرِ حاضر کے لیے پیغام:

موجودہ دور میں اجتہادِ نبوی ﷺ اور صحابہؓ کی اجتہادی بصیرت کو سامنے رکھتے ہوئے امت کو جدید مسائل کا حل اسلامی اصولوں کے مطابق تلاش کرنا چاہیے۔ سنتِ نبوی اور منہجِ صحابہ امت کے اتحاد، فکری وسعت، اور عملی رہنمائی کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 27, 2025

سفارشات:

1۔ سنتِ نبوی ﷺ اور اجتہادِ صحابہؓ کو نصاب کا حصہ بنایا جائے

جامعات اور مدارس میں اجتہادِ نبوی ﷺ اور اجتہادِ صحابہؓ کے مباحث کو مستقل موضوعات کے طور پر شامل کیا جائے تاکہ طلبہ کو فقہ، اصولِ فقہ اور اسلامی قیادت کے عملی پہلوؤں کا ادراک حاصل ہو۔

2۔اجتہادِ نبوی و صحابہ کو عصر حاضر کے اجتہادی عمل کی بنیاد بنایا جائے

اجتہادِ نبوی ﷺ اور اجتہادِ صحابہؓ کی روشنی میں جدید مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ امت کے مسائل کا حل اسلامی بنیادوں پر ممکن ہو۔

3۔ مختلف مکاتبِ فکر کے درمیان اجتہادی وحدت کو فروغ دیا جائے

صحابہ کرامؓ کے اجتہاد میں موجود وسعت اور تحمل کو سامنے رکھتے ہوئے اجتہادی اختلافات کو تفرقہ بازی کے بجائے رحمت کا ذریعہ سمجھا جائے۔

4۔ اجتہاد کی تربیت کے مراکز قائم کیے جائیں

صحابہؓ کی اجتہادی تربیت کے اصولوں کی روشنی میں علماء و محققین کے لیے تربیتی مراکز قائم کیے جائیں جہاں اصولِ اجتہاد، قرآن و سنت کی فہم، اور مقاصدِ شریعت کی روشنی میں اجتہاد سکھایا جائے۔

5۔ اجتماعی اجتہاد کو فروغ دیا جائے

صحابہؓ کے مشورہ اور شوریٰ کے طریقہ کار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جدید فقہی ادارے اور اجتماعی اجتہادی ادارے قائم کیے جائیں تاکہ فرد واحد کے اجتہاد کے بجائے علمی و اجتماعی بصیرت سے فیصلے کیے جا سکیں۔

6۔ سنتِ نبوی ﷺ کے عملی اطلاق پر علمی و عوامی سیمینارز کا انعقاد

سنتِ نبوی ﷺ اور صحابہ کے اجتہاد کے عملی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لیے عوامی سطح پر آگاہی پروگرامز، خطابات اور سیمینارز منعقد کیے جائیں۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 27, 2025

7۔ علمی تحقیقی مقالہ جات اور کتب کی اشاعت

اجتہادِ نبوی اور اجتہادِ صحابہؓ پر مزید علمی کام کو فروغ دیا جائے اور مختلف زبانوں میں اس موضوع پر معیاری کتب و مقالات شائع کیے جائیں۔

8۔ عصری فتاویٰ میں اجتہادِ صحابہ کی روشنی

موجودہ فتاویٰ کی تشکیل میں اجتہادِ صحابہؓ کے اصولوں اور عملی نمونوں کو بنیاد بنایا جائے تاکہ فتاویٰ میں توازن، حکمت اور اعتدال پیدا ہو۔

مصادر و مراجع:

1. القرآن الکریم (منزل من اللہ تعالی)
2. البخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری۔ بیروت: دار ابن کثیر، 1987۔
3. الغزالی، ابو حامد۔ المستصفی من علم الاصول، تدوین: محمد مصطفی الاعظمی۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1993۔
4. الشافعی، محمد بن ادریس۔ الرسالہ، ترجمہ: ماجد خضوری۔ کیمبرج: اسلامک ٹیکسٹ سوسائٹی، 1987۔
5. کمالی، محمد ہاشم۔ اصول فقہ کے اصول۔ کیمبرج: اسلامک ٹیکسٹ سوسائٹی، 2003۔
6. ابن قیم الجوزیہ۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین، تدوین: ابو عبیدہ مشہور بن حسن۔ ریاض: دار ابن الجوزی، 2005۔
7. الزبیری، احمد بن سعد۔ طبقات ابن سعد۔ بیروت: دار صادر، 1990۔
8. النووی، یحییٰ بن شرف۔ شرح صحیح مسلم۔ قاہرہ: دار الحدیث، 2000۔
9. الخلاف، عبد الوہاب۔ علم اصول الفقہ۔ قاہرہ: دار القلم، 1968۔
10. دراز، محمد عبداللہ۔ قرآن کی اخلاقی دنیا، ترجمہ: ڈی ایم میکڈونلڈ۔ لندن: آئی بی ٹورس، 2008۔
11. ہلاق، وائل بی۔ اسلامی قانونی نظریات کی تاریخ: سنی اصول فقہ کا تعارف۔ کیمبرج: کیمبرج یونیورسٹی پریس، 1997۔
12. کالڈر، نارمن۔ ابتدائی اسلامی فقہ پر مطالعات۔ آکسفورڈ: کلیرنڈن پریس، 1993۔
13. رحمٰن، فضل الرحمٰن۔ اسلام اور جدیدیت: فکری روایت کی تبدیلی۔ شکاگو: یونیورسٹی آف شکاگو پریس، 1982۔
14. ساجدینہ، عبدالعزیز۔ اسلامی بایومیڈیکل اخلاقیات: اصول و اطلاق۔ آکسفورڈ: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2009۔
15. القرضاوی، یوسف۔ فقہ الجہاد۔ قاہرہ: مکتبہ وہبہ، 2009۔
16. ندوی، ابوالحسن علی۔ تاریخ دعوت و عزیمت۔ لکھنؤ: ندوۃ العلماء، 1981۔
17. ابن تیمیہ، احمد۔ مجموع فتاوی۔ ریاض: دار العالم للکتب، 1991۔
18. الجوینی، امام الحرمین۔ البرہان فی اصول الفقہ۔ بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1997۔
19. السبکی، تاج الدین۔ جمع الجوامع۔ قاہرہ: المکتبۃ الازہریہ للتراث، 2001۔
20. الشاطبیؒ، ابراہیم بن موسی۔ الموافقات فی اصول الشریعۃ۔ قاہرہ: دارالمعرفہ، 1997۔
21. سحنون، عبد السلام بن سعید۔ المدونۃ الکبریٰ۔ بیروت: دارصادر، 1994